مقالات

مسئلہ بداء

علم کلام کا ایک تشنۂ تحقیق جزئیہ

(۲)

از جناب مولانا عبداللہ العمادی

(۱۱)

اسلامی مذاہب کی تاریخ شیخ ابو منصور بغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) کی کتاب "الفرق بین الفرق" کی اہمیت وعظمت مجمع علیہ تھی، اصل کتاب تو کب کی نایاب ہو چکی، مگر ۶۴۷ میں شیخ عبدالرزاق بن رزق اللہ ابن ابی بکر بن خلف نے اس کی تلخیص کی تھی جس کو بیروت کی امریکی یونی ورسٹی کے استاد فن تاریخ فلیپ حتی، د، ف نے کہ نیویارک میں کولمبیا یونی ورسٹی کے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں مصر کے مشہور رسالہ "الہلال" کے مطبع سے ۱۹۲۴ م میں شائع کیا ہے، ابتدا میں ایک مقدمہ بھی ہے اور حواشی بھی ثبت کئے ہیں جو زیادہ تر اختلاف نسخ پر مبنی ہیں، اس کتاب میں مختار بن ابی عبید ثقفی کی وحی کا تذکرہ بھی ہے اور اس کے خیال میں جو وحی اس پر نازل ہوتی تھی اس کے متعدد نمونے بھی پیش کئے ہیں۔

مختار پر وحی اتری اس وحی مفروض کی ایک مزعوم آیت ملاحظہ ہو۔

اما ورب السماء لتنزلن نار من السماء	ہوشیار ہو جاؤ، آسمان کے پروردگار کی قسم ہے
فلتحرقن دار اسماء	کہ آسمان سے حقیقت میں ایک آگ نازل ہوگی جو اسماء کا گھر جلا ڈالے گی۔

اسماء بن خارجہ کوفہ کا ایک سربرآوردہ رئیس تھا جس سے مختار کچھ مشکوک ہوگیا تھا اس وحی کی خبر جب اس کو ملی تو سمجھ گیا کہ :-

قد سجع بی ابو اسحاق وانہ سیحرق داری — ابو اسحاق نے میری نسبت سخن سازی کی ہے فی الواقع وہ بہت جلد میرے گھر میں آگ لگا دیگا (ابو اسحاق مختار کی کنیت تھی) یہ کہا اور گھر چھوڑ کے راہ فرار اختیار کی۔

وحی کی تطبیق فعل سے | ثم بعث المختار الی دارہ من احرقہا باللیل والظہر من غدہ ان نارًا من السماء نزلت فاحرقتہا۔ — مختار نے کسی شخص کو بھیجا جس نے اُسی شب اسماء کے گھر میں آگ لگا دی صبح کو خبر ملنے پر مختار نے یہ ظاہر کیا کہ آسمان سے آگ نازل ہوئی تھی جس نے اسماء کا گھر جلا ڈالا[۱]

(۱۲)

مختار کی جماعت "کیسانی" مشہور تھی بعد کو اس میں بھی متعدد فرقے ہوگئے با ایں ہمہ دو اصول ان سب میں قدر مشترک ہیں !

امامت | احدہما قولہم بامامۃ محمد بن الحنفیۃ والیہ کان یدعوا المختار۔ — ایک اصل اصول یہ ہے کہ طریقۂ کیسانیہ کے تمام فرقے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی امامت کے قائل ہیں، مختار بھی اُنہیں کی امامت کا داعی تھا۔

بداء | والثانی قولہم بجواز البداء علی اللہ۔[۲] — دوسرا مشترک عقیدہ ان سب کا یہ ہے کہ "بداء" کے قائل ہیں[۲]

---

[۱] الفرق بین الفرق۔ ص ۳۴

[۲] " " " ص ۳۵ و ۳۶

پہلے عقیدہ کی ذیل میں جو لطیفہ پیش آیا سُننے کے قابل ہے۔

امام کا عزم | رُفع خبر المختار الی محمد ابن الحنفیۃ، فخاف من جہۃ الفتنۃ فی الدین، فأراد قدوم العراق لیصیر الیہ الذین اعتقدوا امامتہ۔

مختار کے واقعات و حالات جب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ تک پہونچے تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو اس شخص کی وجہ سے اسلام میں فتنہ برپا ہو اسی خوف سے حضرت نے عراق کا قصد کیا کہ جو لوگ آپکی امامت کے معتقد ہیں وہ آپکے گرد جمع ہو جائیں

مقتدی کی تشویش | وسمع المختار ذلک فخاف من قدومہ العراق ذہاب دولتہ و ریاستہ، فقال لجندہ۔

مختار نے یہ خبر سُنی تو خوفزدہ ہو گیا کہ عراق میں حضرت اگر تشریف لائے تو مختار کی حکومت اور سرداری کا خاتمہ ہو جائیگا، اس بنا پر اپنے سپاہیوں سے کہا :

قتل امام کا حیلہ | انا علی بیعۃ المہدی، و لکن للمہدی علامۃ، وہو ان یضرب بالسیف ضربۃ فان لم یقطع السیف جلدہ فہو المہدی

امام مہدی کی بیعت پر میں قائم ہوں، مہدی کی ایک شناخت ہے کہ تلوار سے ایک بھرپور وار ان پر کیا جائے با ایں ہمہ اگر پوستمال تک نہ ہوا تو وہی مہدی ہیں (محمد بن حنفیہ کو مختار کی جماعت امام مہدی کہتی تھی)

فسخ عزم | وانتہی قولہ ہذا الی محمد بن الحنفیۃ فاقام بمکۃ خوفاً من ان یقتلہ المختار بالکوفۃ[۱]

محمد بن حنفیہ نے یہ بات سُنی تو مکہ معظمہ ہی میں ٹھیر گئے، آگے نہ بڑھے، کہ مبادا کوفہ میں پہونچیں تو مختار اسی بہانے کہیں انکو قتل نہ کرڈالے[۱]

(۱۳)

ظہور امام کے لیے بے قراری | محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی امامت میں غلو کرنے والے دوسری صدی ہجری میں

---

[۱] الفرق بین الفرق۔ صفحہ ۳۲ و ۳۳

بہت نمایاں رہ چکے ہیں، سید حمیری اسی طبقہ کے سرخیل تھے جن کا زمانہ حضرت کے ستر برس بعد ہے ان کو یقین تھا کہ حضرت اب بھی زندہ ہیں، شعب رضوی میں جہاں نظر بند تھے وہیں اب بھی فرشتوں کی صحبت میں رہتے ہیں، دیکھنا کس درد سے مخاطب کیا ہے۔

الا حی المقیم بشعب رضوی واھد له بمنزله السلاما

(وہ جو کوہ رضوی کی گھاٹی میں مقیم ہیں ان کو سلامتی کی دعا دو اور وہیں ہدیۂ سلام پیش کرو۔)

اَضَرَّ بِمَعشرٍ والوک منا وسَمّوکَ الخلیفة والاماما

(یا حضرت ہم جو آپ کے محب ہیں اور آپ کو خلیفہ و امام مانتے ہیں انہیں آپ کی غیبت نے بڑا نقصان پہنچایا)

وعادَوْا فیک اهل الارض طرًا مُقامک عنهمو سبعین عاما

(آپ کے لئے تمام باشندگان روئے زمین سے دشمنی کر لی اپنے ہواخواہوں سے ستر برس تک آپ کا جدا رہنا کیا کچھ اُن کے زیاں کا موجب ہوا۔)

شیخ ابو منصور نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے[۲] مگر سید حمیری کی بے قراری اور درد دل کہاں سے لائے

———(۱۴)———

بدا کی شان نزول | دوسرے عقیدہ کی شان نزول سنیئے۔

اما سبب قوله بجواز البداء علی الله فهوان ابراهیم بن مالک الاشتر لما بلغه ان المختار تکهن وادعی نزول الوحی قعد عن نصرته واستولی لنفسه علی بلاد الجزیرة

"جائز ہے کہ اللہ بدا کرے" اس عقیدہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ سپہ سالار ابراہیم بن مالک اشتر کو جب اطلاع ہوئی کہ مختار تو کاہن بن بیٹھا اور نزول وحی کا مدعی ہے، تو ابراہیم بیٹھ رہے مختار کی اعانت سے دستکش ہو گئے، اور الجزیرہ کے علاقہ پر خود قبضہ کر لیا۔

---

[۱] فرق الشیعہ۔ ص ۲۰ [۲] الفرق۔ ص ۴۰

وعلم مصعب بن الزبير ان ابراهيم بن
الاشتر لا ينصر المختار فطمع عند ذلك
في قهر المختار

مختار سے بیزاری ولحق به . . اكثر سادات
الكوفة غيظا عليهم على المختار لاستيلائه
على اموالهم وعبيدهم واطمعوا مصعباً
في اخذ الكوفة قهرًا ۔

فخرج مُصعبٌ من الكوفة في سبعة آلاف
رجل من جنده سوى من انضم اليه
من سادات الكوفة . . . .

فتح کی وحی فلما انتهى خبرهم الى المختار
اخرج صاحبه احمر بن شميط الى قتال مُصعب
ابن الزبير في ثلاثة آلاف رجل من نخبة
عسكره، واخبرهم بان الظفر يكون لهم
وزعم ان الوحي نزل عليه بذلك

وحی پوری نہ ہوئی فالتقى الجيشان بالمدائن
فانهزم اصحاب المختار وقتل اميرهم
ابن شميط واكثر قواد المختار ورجع
فلولهم الى المختار وقالوا ۔

مصعب بن الزبیر کو ۔ کہ عراق کے والی تھے
جب معلوم ہوا کہ ابراہیم اب مختار کی مدد نہ کریں گے
تو اُن کو ہوس ہوی کہ مختار پر غالب آنے کا یہی موقع ہے

بیشتر سرداران کوفہ مُصعب کے ساتھ ہو گئے
یہ لوگ ناخوش تھے کہ مختار نے اُن کے مال و دولت
اور غلاموں پر قبضہ کر لیا تھا۔ سب نے مل کے مُصعب
کو لالچ دلایا کہ زبردستی کوفہ پر متصرف ہو جائیں ۔

مُصعب سات ہزار سپاہ لے کے نکلے،
سرداران کوفہ کی جمعیت جو لشکر کے ساتھ شامل ہو گئی
تھی وہ اس تعداد پر مستزاد تھی

مختار کو جب اس لشکر کشی کی خبر ملی تو احمر بن شمیط
کو جو اُس کا رفیق اور یار تھا تین ہزار منتخب سپاہ کے ساتھ
مصعب کے مقابلہ کو روانہ کیا، سپاہیوں کو یہ بھی اطمینان
دلایا کہ تمہیں فتحیاب ہو گے اور اس باب میں
مجھ پر وحی نازل ہو چکی ہے ۔

مدائن میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا،
مختار کا لشکر بھاگا، سر لشکر ابن شمیط اور اکثر سرداران
سپاہ قتل ہوئے بقیۃ السیف بھاگ کے مختار کے
پاس پہونچے اور اس کو یاد دلایا :

أ لم تعدنا بالنصرة على عدونا ؟ — کیا آپ نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم اپنے دشمن پر غالب آئیں گے

فقال :- — مختار نے جواب دیا :

خدا نے بدا کرلیا | ان الله كان قد وعدني — اللہ نے مجھ سے یہی وعدہ کیا تھا، لیکن

ذلك، ولكنه بدا له — پھر اس نے "بدا" کرلیا

واستدل على ذلك بقوله تعالى: — کلام اللہ سے اس پر دلیل پیش کی کہ اللہ جو

يمحو الله ما يشاء ويثبت۔ — چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت و برقرار رکھتا ہے

فهذا كان سبب قول الكيسانية بالبداء — کیسانی جو بداء کے معتقد ہوئے اس کا یہی سبب تھا۔

(۱۵)

فرقہ خطابیہ | کیسانیوں سے دوسروں میں بھی یہی عقیدہ متعدی ہوا، سیدنا جعفر صادق علیہ السلام کے بعد کوفہ میں فرقہ خطابیہ کا ہنگامہ بلند ہوا جس کا سرگروہ ابو الخطاب تھا، عباسیوں کی سلطنت قائم ہو چکی تھی، ابو جعفر منصور کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کے والی تھے، خطابیوں کی جماعت سے مقابلہ ہوا جن کے پاس اسلحہ نہ تھے، صرف ڈنڈے اور لکڑیاں تھیں، ابو الخطاب نے ان کی ہمت بڑھائی :

لوہے کے مقابلہ میں لکڑی | قاتلوهم فان قصبكم — دشمنوں سے لڑو، تمہاری لکڑیاں ان میں نیزہ

يعمل فيهم عمل الرماح والسيوف ورماحهم — و شمشیر کا کام کریں گی، ان کے نیزے تلواریں اور

وسيوفهم وسلاحهم لا تضركم ولا تعمل فيكم — ہتھیار نہ تم کو ضرر پہونچائیں گے نہ زخمی کریں گے

یہ حوصلہ افزائی جب کام نہ آئی، ان جانبازوں نے جب شکست کھائی تو ابو الخطاب سے مخاطب ہوئے :

ما ترى، ما يحل بنا من القوم وما نرى — کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ان لوگوں کے مقابلہ میں

قصبنا يعمل فيهم ولا يؤثر وقد عمل — ہماری کیا گت بنی، ان میں ہماری لکڑیاں کچھ کام

سلاحهم فينا وقتل من ترى منا۔ — نہیں کرتیں، اثر تک نہیں ہوتا، ان کے ہتھیار

ملل الفرق۔ ص ۲۰۵

البتہ ہم میں کارگر ہوئے اور آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ ہم میں سے کتنوں کو قتل کر ڈالا۔

لکڑی نے بدا کی آڑ پکڑی | عام روایت کے مطابق ابو الخطاب نے اس کی نسبت یہ معذرت پیش کی :

ان کان قد بدا اللہ فیکم فما ذنبی۔[1] تمہارے معاملہ میں اگر اللہ ہی نے بدا کر لیا تو میرا کیا گناہ ہے۔

(۱۶)

فرقہ سلیمانیہ | شیعۂ زیدیہ میں ایک فرقہ سلیمان بن جریر سے منسوب ہے اور سلیمانیہ کے نام سے مذکور ہے۔ یہ فرقہ مفضول کی خلافت کا قائل تو ہے مگر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتا ہے۔[2] علامہ نوبختی نے سلیمان بن جریر کا ایک تاریخی مقولہ نقل کیا ہے جس کی درشتی کو حتی الوسع نرم کرتے ہوئے اس ذیل میں درج کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں :

نقش سلیمانی | لوگوں نے ایمۂ اہل بیت علیہم السلام کی نسبت دو ایسے عقیدے بنا رکھے ہیں جن کے ہوتے ہوئے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ان میں ایک تو عقیدۂ بدا ہے۔

اور دوسرا تقیہ

بدا کے ذریعہ جھوٹ کو سچ ثابت کرتے ہیں

اور تقیہ کے سہارے "حافظ نباشد" کا ثبوت دیتے ہیں[3]

(۱۷)

متکلمین کا مذہب | ابن الخطیب الرازی معتقدین بدا کا یہ عقیدہ نقل کرتے ہیں :

---

[1] فرق الشیعہ۔ ص ۵۹ ۔ [2] الفرق۔ ص ۳۲ و ۳۳۔ [3] مقالۃ سلیمان بن جریر وھو الذی قال لاصحابہ بهذا السبب ان الائمۃ وضعوا لشیعتہم مقالتین لا یظهرون معہما من ائمتهم علی کذب ابدا بقیہ حاشیہ (صفحہ مقابل)

البداء جائز على الله تعالى وهو ان يعتقد شيئاً ثم يظهر له ان الامر بخلاف ما اعتقده۔

اللہ تعالیٰ کے لیے بدا جائز ہے یعنی پہلے کسی چیز کا یقین ہوتا ہے پھر کیفیت ظاہر ہوتی ہے کہ جو یقین کیا تھا واقعہ اُس کے خلاف ہے۔

وتمسکوا فیه بقوله :- يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۔

اس کی دلیل کلام اللہ سے پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے

پھر اس پر تبصرہ کرتے ہیں :

واعلم ان هذا باطل لان علم الله من لوازم ذاته المخصوصة، وما كان كذلك كان

یہ اعتقاد محض باطل ہے، اللہ کا علم اللہ کی ذات خاص کے لوازم سے ہے، جہاں یہ صورت

وما القول بالبداء واجازة التقية، فاما البداء فان ائمتهم لما احلوا انفسهم من شيعتهم محل الانبياء من رعيتها في العلم فيما كان ويكون والاخبار بما يكون في غد وقالوا لشيعتهم انه سيكون في غد وفي غابر الايام كذا وكذا فان جاء ذلك الشئ على ما قالوه قالوا لهم: ألم نعلمكم ان هذا يكون فنحن نعلم من قبل الله عز وجل ما علمته الانبياء وبيننا وبين الله عز وجل مثل تلك الاسباب التي علمت بها الانبياء عن الله ما علمت وان لم يكن ذلك الشئ الذي قالوا انه يكون على ما قالوا قالوا لشيعتهم بدا لله في ذلك ۔ واما التقية فانه لما كثرت على ائمتهم مسائل شيعتهم في الحلال والحرام وغير ذلك من صنوف ابواب الدين فاجابوا فيها وحفظ عنهم شيعتهم جواب ما سألوهم وكتبوه ودونوه ولم يحفظ ائمتهم تلك الاجوبة لتقادم العهد وتفاوت الاوقات لان مسائلهم لم ترد في يوم واحد ولا في شهر واحد بل في سنين متباعدة واشهر متباينة واوقات متفرقة فوقع في ايديهم في المسألة الواحدة اجوبة مختلفة متضادة وفي مسائل مختلفة اجوبة متفقة فلما وقفوا على ذلك منهم ردوا اليهم هذا الاختلاف والتخليط في جواباتهم وسألوهم عنه وانكروه عليهم فقالوا من اين هذا الاختلاف وكيف جاز ذلك قالت لهم ائمتهم انما اجبنا بهذا للتقية ولنا ان نجيب بما اجبنا وكيف شئنا لان ذلك الينا ونحن نعلم بما يصلحكم وما فيه بقاؤكم وكف عدوكم عنا وعنكم فمتى يظهر من هؤلاء على كذب ومتى يعرف لهم حق من باطل۔ فرق الشيعة ص ۵۵، ۵۶

دخول التغیر والتبدل فیہ محالاً[۱] — ہوی وہاں اس میں تغیر و تبدل محال ہوگا[۱]

علامہ صفار لکھتے ہیں :

بدا ایک نقص بشریت ہے | اما البداء فھو ترک ما عزم علیہ۔ — "بدا" یہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا عزم کیا تھا اس کو ترک کر دیں ۔

کقولک: فامض الی فلان، ثم تقول لاتمض الیہ فیبدو لک عن القول۔ — مثلاً تم کسی سے کہو کہ فلاں کے پاس جاؤ، پھر کہو: نہ جاؤ، تم سمجھے کہ پہلا حکم مصلحت کے مخالف تھا، لہذا اس کے برعکس دوسرا حکم دیا؟

وھذا یلحق البشر لنقصانھم۔ — ناقص ہونے کے باعث ایسی دورنگی انسان ہی کو پیش آسکتی ہے[۲]

(۱۸)

مذہب شیعۂ اہل بیت | شیعۂ اہل بیت علیہم السلام بدا کو ایک مخصوص مذہبی رُکن قرار دیتے ہیں، ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی نے اپنی کتاب التوحید میں "بدا" کا ایک خاص باب کھولا ہے جس کی پہلی حدیث یہ ہے کہ ماعبد اللہ بشیٔ مثل البداء اور دوسری حدیث میں ہے کہ ماعُظِّم اللہ بمثل البداء یعنی بدا، اللہ تعالیٰ کی عبادت یا اس کی تعظیم کا بہترین وسیلہ ہے کوئی دوسری شے ایسی نہیں[۳]

علامہ کلینی | محدثین شیعہ میں ابوجعفر کلینی بڑے پایہ کے بزرگ ہیں، کتاب الوجیزہ میں اُن کو ثقۃ الاسلام کا خطاب دیا ہے اور تیسری صدی ہجری کا مجدد ملت امامیہ قرار دیا ہے، غیبت صغریٰ کے زمانہ میں بیس برس تک اس کتاب کی تالیف میں سرگرم رہے، امام علیہ السلام کے سفیروں سے ہدایت ہوا کرتی تھی تکمیل کے بعد امام قائم قیامت مہدی منتظر علیہ السلام پر پیش کی حضرت نے استحسان فرمایا اور حسن قبول کی عزت بخشی، ماہ شعبان ۳۲۹ میں وفات پائی، اس کتاب کی کچھ روایتیں ملاحظہ ہوں :

بدا کی حقیقت | عن ابی عبد اللہ علیہ السلام — ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ

[۱] مفاتیح الغیب طبع ۱۳۰۸ھ امرہ مصر ج ۵ ص ۲۱۶۔ [۲] الناسخ والمنسوخ طبع ۱۳۲۳ھ مطبع سعادۃ مصر ص ۱۰
[۳] الاصول من کتاب الکافی طبع ۱۳۰۲ھ لکھنو ص ۸۴

قال: ان للّٰہ علمین، علم مکنون مخزون لا یعلمہ الا ھو۔ من ذٰلک یکون البداء۔ وعلم علّمہ ملائکتہ ورسلہ وانبیاءہ فنحن نعلمہ۔

کہ دو علم ہیں ایک علم مخفی جسے وہی جانتا ہے دوسرا کوئی نہیں جانتا

"بدا" اسی علم میں داخل ہے

دوسرا علم وہ ہے کہ اللہ نے اپنے فرشتوں اور پیغمبروں کو اس کی تعلیم دی ہے ہم اس علم سے آگاہ ہیں [1]

مالک جہنی روایت کرتے ہیں :

بدا کا ثواب

سمعت ابا عبد اللّٰہ علیہ السلام یقول: لو علم الناس ما فی القول بالبداء من الاجر ما افتروا عن الکلام فیہ۔

میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدا کے قائل ہونے میں جو اجر و ثواب ہے لوگ اگر اس کو جانتے تو اس قول سے باز نہ رہتے

مرازم بن حکیم کہتے ہیں :

بدا شرط نبوت

سمعت ابا عبد اللّٰہ علیہ السلام یقول: ما تنبأ نبی قط حتی یقر للّٰہ بخمس بالبداء، والمشیۃ، والسجود، والعبودیۃ والطاعۃ۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک کسی پیغمبر نے اللہ تعالیٰ کے لئے پانچ صفات کا اقرار نہ کرلیا اس وقت تک پیغمبری نہ ملی بدا کا اقرار مشیت کا اقرار سجدہ و فروتنی کا اقرار بندگی کا اقرار عبادت کا اقرار۔

ریان بن الصلت کی روایت ہے :۔

بعثت انبیاء اقرار بدا

سمعت الرضیؑ یقول: ما بعث اللّٰہ نبیاً قط الا بتحریم الخمر وان یقر للّٰہ بالبداء۔ [2]

امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس نے شراب کو حرام اور اللہ تعالیٰ کے لئے بداء کا اقرار نہ کیا ہو

[1] الاصول من کتاب الکافی۔ طبع ۱۳۰۲۔ لکھنؤ ص ۸۵ [2] ص ۸۶

بحث کی تنقیح تفقہ اور تکلم کا زمانہ ہمیشہ عہد روایات وعصر احادیث کے بعد آیا کرتا ہے۔ اخباریین جب ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی روایات کا سرمایہ فراہم کر چکے تو علم خلاف وکلام کی جانب متوجہ ہوئے، اسی ذیل میں "بدا" کی نوبت بھی آئی تھی۔

ابو الحسن علی بن اسماعیل الاشعری (متوفی ۳۲۴) کی کتاب مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین ایک جرمن مستشرق (ہیلمٹ ریتر) نے استنبول کے سرکاری مطبع سے ۱۹۲۹ میں شائع کی ہے اس میں سوال اٹھایا ہے کہ : ھل الباری یجوز ان یبدو لہ اذا اراد شیئا ام لا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے جب کچھ ارادہ کر لیا تو کیا اس ارادہ سے پھرنا اس کے لئے روا ہے یا نا روا؟) جواب میں لکھتے ہیں کہ شیعہ اہل بیت علیہم السلام کے تین فرقے اس باب میں تین مختلف عقیدے رکھتے ہیں۔

خدا پابند بدا فالفرقۃ الاولیٰ منھم یقولون ان اللہ تبدو لہ البداوات۔

پہلا فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بدا پیش آتا ہے۔

وانہ یرید ان یفعل الشئ فی وقت من الاوقات ثم لا یحدثہ لحدث لہ من البداء۔

کسی وقت وہ کچھ کرنا چاہتا ہے پھر بدا پیش آتا ہے یعنی پہلا ارادہ خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے اس بنا پر اس کو ترک کر دیتا ہے۔

بدا نے شریعت منسوخ کر دی وانہ اذا امر بشریعۃ ثم نسخھا فانما ذلک لانہ بدا لہ فیھا۔

اللہ تعالیٰ نے جب ایک شریعت کا حکم دیا پھر اس کو منسوخ کر دیا، تو اس کا سبب یہ تھا کہ بدا پیش آیا۔

وان ما علم انہ یکون ولم یطلع علیہ احداً من خلقہ فجائز علیہ البداء فیہ۔

اللہ کو جس کے ہونے کا علم ہو گر مخلوقات میں کسی کو اپنے علم سے مطلع نہ کیا ہو، تو اللہ تعالیٰ کے لیے اس میں بدا جائز ہے۔

خلق نے جان لیا تو بدا نہ ہوگا وما اطلع علیہ عبادہ فلا یجوز علیہ

لیکن اگر اس نے اپنے بندوں کو اطلاع دیدی ہے

السبد اهیه	تو پھر اس صورت میں بدا جائز نہیں
فریق ثانی | والفرقة الثانية منهم يزعمون	دوسرے فرقہ کے زعم میں اللہ تعالیٰ کے
انه جائز على الله البداء فيما اعلم انه	لیے بدا جائز ہے جس باب میں اس کو علم تھا کہ
يكون حتى لا يكون	یہ صورت ہوگی اسمیں وہ بدا کر سکتا ہے کہ ایسی صورت نہ ہو
وجوز ذلك فيما اطلع عليه عباده	اللہ نے اپنے بندوں کو جس کی اطلاع دیدی اس
وانه لا يكون لما جوزوه فيما لم	میں بھی بدا کو جائز رکھتے ہیں لیکن جس باب میں اطلاع
يطلع عليه عباده	نہ دی ہو وہاں تجویز کے مطابق صورت نہ ہوگی۔
کہاں بداء اور کہاں خدا | والفرقة الثالثة	تیسرا فرقہ اللہ تعالیٰ کے لئے بدا جائز
منهم يزعمون انه لا يجوز على الله عز وجل البداء وينفون	نہیں رکھتا اور اس کی قطعی نفی کرتا ہے [1]
ذلك عنه تعالیٰ	

(۲۰)

فلسفۂ امامیہ | علامہ باقر داماد متوفی ۱۰۴۰ نے "نبراس الضیاء" میں ما بدا لله بداء كما بدا له في اسماعيل اذ امر اباه بذبحه ثم فداه بذبح عظيم (اللہ نے اسماعیلؑ کے باب میں جیسا بدا کیا ایسا کوئی بدا نہیں، پہلے تو ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیلؑ کے ذبح کرنے کا حکم دیا، پھر ان کے بدلہ ایک بڑی قربانی کی) پر مفصل گفتگو کی ہے اور "قبسات" کے دسویں قبس میں فلسفہ سے اس عقیدہ کی توجیہ فرمائی ہے لیکن اس کشف غطا میں "شواہات اسفار اربعہ" کا ہے جو فلسفہ کی نہایت جامع تصنیف اور عقائد شیعہ اثنا عشریہ کی تائید و تثبیت میں حیرت انگیز فلسفی استدلال پر حاوی ہے ۱۲۸۲ میں یہ کتاب چھپی تھی، اس کی تیسری جلد میں (ص ۸۹ - ۹۱) فلسفہ کے زور سے عقیدۂ بداء کو ثابت کیا ہے۔

دلائل فلسفیہ | فرماتے ہیں کہ :

[1] مقالات الاسلامیین - ص ۳۹

(۱) آسمانی طبقات میں اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کے تمام افعال بلکہ ارادات تک اللہ ہی کیلئے ہیں
(۲) الوح سماء پر احکام قضا و قدر ثبت ہیں جن کے لکھنے والے کرام کاتبین ہیں
(۳) بداء انہیں آسمانی الواح پر کرام کاتبین سے ہوتا ہے۔

فظہر ان التجدد فی العلوم والاحوال لضرب من الملائکۃ وھم الکرام الکاتبون سائغ غیر ممتنع ولا مستبعد[1]

اس بحث کے بعد یہ امر واضح ہوگیا کہ علم اور واقعہ کی ذیل میں جو نئی صورت یعنی بدا کی شکل پیش آتی ہے اس کا تعلق فرشتوں کی صنف سے ہے کہ وہی کرام کاتبین ہیں، اس کی خوشگواری میں کچھ کلام نہیں کیوں کہ کوئی استبعاد عقلی استدلالی اس میں نہیں ہے۔

(۲۱)

"بداء کا سروکار اللہ تعالیٰ شانہ کی سرکار سے ہے، یا فرشتوں کے دربار سے، یا کسی سے بھی نہیں"
یہ مرحلے اس مضمون کی منزل مقصود سے بالکل جدا ہیں۔

اس مضمون کا مفاد محض اس قدر ہے کہ آجکل جو نازک مزاج طبیعتیں کلام اللہ میں ناسخ و منسوخ کے نام سے چیں بر جبیں ہو جاتی ہیں، وہ نسخ اور بداء میں فرق نہیں کرتیں،

نسخ اور ہے، بداء اور ہے، گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
فرقے است ز آب خضر کہ ظلمات جائے اوست
تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است

[1] اسفار اربعہ ـ سفر ثالث ـ ص ۹۰ ـ